ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

# ضلع سانگھڑ میں اردو ادب: ایک تحقیقی مطالعہ

# Promotion of Urdu Literature in District Sanghar Sindh: A research study

**خالد اسحاق**

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو۔

**ڈاکٹر شذرہ حسین**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو۔

By Khalid Ishaq, Research Scholar,Department of Urdu,University of Sindh,Jamshoro
Khalidbajwa956@gmail.com
Dr. Shazra Hussain, Associate Professor, Department of Urdu, University of Sindh,Jamshoro
shazra.shar@usindh.edu.pk

**Abstract:**

*This article elaborates on the* ***"Promotion of Urdu Literature in District Sanghar"****, which is a famous and historical District situated in Sindh. Urdu literature in Sanghar is spanning over a century. It also explores the first writer and poet of Urdu Literature in Sanghar. The contribution of writers and poets in various genres of poetry and prose are highlighted. Additionally, efforts have been made to describe the published work, writing styles and characteristics of Sanghar's renowned poets and writers. Moreover, an attempt has been made to assess the values and significances of these literary works.*

**Key words**: *District Sanghar, Urdu Literature,Pakistani Literature, Ghulam Ullah Laghari Miskeen, Dard saeedi, Tando Adam, Shahdadpur, Urdu poetry and Urdu Prose.*

ضلع سانگھڑ کا شمار سندھ کے ان اضلاع میں ہوتا ہے جو سندھ میں واقع فروغ اردو کے دو بڑے مراکز کراچی اور حیدر آباد سے قدرے فاصلے پر اور قومی شاہراہ سے ہٹ کر واقع ہے۔اس ضلع کی سرحد پڑوسی ملک بھارت سے بھی ملتی ہے۔ ضلع سانگھڑ چھ تحصیلوں، سانگھڑ، ٹنڈو آدم، شہداد پور، سنجھورو، کھپرو اور جام نواز علی، پر مشتمل ہے۔اسے ۱۹۵۳ء میں ضلع کا درجہ دیا گیا۔ یہاں سندھی زبان بولنے والوں کی کثرت ہے، اس کے علاوہ اس ضلع کا زیادہ تر حصہ سفید ریگستان پر مشتمل ہے۔ مگر پھر بھی یہاں انیسویں صدی کے وسط سے اردو زبان و ادب کی خدمت کرنے والے موجود تھے جو یہاں کے باشندوں کی اردو زبان سے محبت کا ثبوت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں اردو ادب کی تمام اہم اصناف میں معیاری ادب تخلیق کیا گیا ہے اس مضمون کا مقصد بھی یہاں کے ادیبوں کی ادبی نگارشات اور ادب پاروں کو قومی سطح پر متعارف کرانا ہے۔ زیر نظر مضمون کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں یہاں تخلیق کی گئی شاعری اور دوسرے حصے میں نثر پاروں کو موضوع تحقیق بنایا گیا ہے۔

## سانگھڑ میں اردو شاعری:

ضلع سانگھڑ میں اردو شاعری کا آغاز انیسویں صدی کے وسط سے ہوتا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط سے قیام پاکستان تک ۱۰ اشعرا گزر چکے ہیں۔ ان دس شعراء میں دو بڑے شاعر "سید حسن بخش جیلانی" اور " غلام اللہ لغاری مسکینؔ" اردو کے علاوہ سندھی کلاسیکی شاعری کے دو بڑے اہم نام ہیں۔ سندھی کے علاوہ ان دونوں شعراء نے یہاں اردو شاعری کی داغ بیل بھی ڈالی۔ غلام اللہ لغاری مسکینؔ کا شمار سانگھڑ کے اولین شعراء میں ہوتا ہے۔ مسکینؔ 1838 میں ضلع سانگھڑ کی تحصیل شہداد پور کے قصبے "ستیاری" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ مسکینؔ اگرچہ ایک جاگیر دار گھرانے کے چشم و چراغ تھے مگر مزاج میں عاجزی و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ان کی شاعری کا زیادہ تر حصہ عارفانہ اور صوفیانہ مضامین پر مشتمل ہے۔ مسکینؔ کی شاعری پر غلام مصطفی تبسم اپنی کتاب "تذکرہ شعرائے اردو: سانگھڑ" میں لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"عربی، فارسی، سندھی اور اردو میں مہارت تھی۔ شاعری کے ساتھ نثر میں بھی کام کیا۔ اور ایک کتاب "نسخہ ترکیبات آدم اور ناصح العارفین" تصنیف کی۔ اصل میں سندھی کے شاعر تھے، مگر اردو میں بھی کہتے تھے۔ لیکن ان کا اردو کلام دستیاب نہیں ہے۔ تاہم چند اشعار ملتے ہیں جو قدیم طرز میں ہیں۔ زبان اور انداز پر سندھی اور ہندی کا اثر نمایاں ہے۔"(۱)

مسکین کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ صاحب اپنی کتاب "سندھ میں اردو شاعری" میں لکھتے ہیں:

"ذوق شعر و ادب انھیں ورثے میں ملا تھا۔ سندھی، سرائیکی اور ہندی میں آپ کا اچھا خاصہ کلام موجود ہے۔ ان کے ہندی کلام کا زیادہ تر حصہ شبدوں شلوکوں اور پوڑیوں پر مشتمل ہے۔"(۲)

مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مسکین کی شاعری اگرچہ مائل بہ ہندی تھی مگر یہی شاعری ضلع سانگھڑ میں اردو شاعری کا نقش اول ثابت ہوئی۔

**سید حسن بخش جیلانی:** (پیدائش ۱۸۴۶ء)

سید حسن بخش کا شمار ضلع سانگھڑ کے قدیم اور زود گو شعراء میں ہوتا ہے۔ وہ سندھ میں کلاسیکی شاعری کا ایک بڑا حوالہ بھی ہیں۔ ان کا کلام سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے پہلی بار ۱۹۵۷ء اور دوسری بار ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا۔ ان کے اس کلام میں زیادہ تر سرائیکی کافیاں، دوہے، ایک ہندی اور کچھ اردو کے اشعار موجود ہیں۔ عبدالستار وفا راشدی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ" میں سید حسن بخش کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"سائیں حسن بخش فارسی، سندھی، سرائیکی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ حسن بخش پر گو اور پر فکر شاعر تھے۔ بڑی روانی و برجستگی سے شعر کہتے تھے۔ ان کی یہ خوبی ان کے اردو اشعار میں بھی نمایاں ہے۔ ان کے بول میں درد اور کلام میں سوز ہے۔ کلام کے آخری چند صفحات اردو اور ہندی کلام پر مشتمل ہیں۔"(۳)

سید حسن بخش جیلانی نے سرائیکی، سندھی اور اردو تینوں زبانوں میں بہت لگن سے شعر کہے ہیں۔ سندھی کلام میں فارسی اور اردو کے الفاظ اور ترکیبیں اس خوبی سے سجاتے ہیں کہ تھوڑی سی الٹ پھیر کے بعد یہ اشعار سندھی کے بجائے اردو کے معلوم ہوتے ہیں۔

**نواب شاہ نواز خادم:**

نواب شاہ نواز خادم ۱۹۱۴ء میں سانگھڑ کے موجودہ تعلقہ سنجھورو میں پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم و تربیت ان کے ماموں اور خاندان کی علمی و ادبی شخصیت "نوب گل محمد لغاری" نے کی۔ ان کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جو کافی عرصہ یہاں قیام کرنے کے بعد ہجرت کر گئے۔ انھوں نے سانگھڑ کی تحصیل سنجھورو میں ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۵ء تک قیام کیا اور پھر اپنے آبائی گاؤں تاج پور ہجرت کر گئے۔ اردو اور سندھی میں آپ کی شاعری کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ نمونہ کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی شاعری صاف، سادہ اور روزمرہ زبان پر مشتمل ہے۔(۴)

**محمد حسن خاصخیلی المعروف راضی سائیں:**

قدیم شاعری کے حوالوں میں ایک مضبوط حوالہ محمد حسن خاصخیلی ہیں۔ ان کی پیدائش ۹ جنوری ۱۹۱۵ء کو سانگھڑ کے ایک گاؤں پیرومل میں ہوئی۔ راضی سائیں کا مزار لاہور سے کچھ فاصلے پر چوہنگ کے مقام پر ہے۔ اور یہ مزار سندھی بابا کے نام سے مشہور ہے۔ اوائل عمری میں ہجرت کی ابتدائی وقت سانگھڑ میں گزارا۔ فارسی، سندھی، پنجابی اور اردو میں ان کی شاعری کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ راضی سائیں کے کلام کے دو مجموعے پہلا "درد عشق" اور دوسرا "حال عشق" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔(۵)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

## سید شاہ نواز شاہ:

ولادت ۱۹۲۳ء میں درگاہ ڈھرو شریف ضلع سانگھڑ میں ہوئی۔ سید شاہ نواز شاہ نے عارف المولیٰ کے نام سے شہرت پائی۔ ان کے کلام میں نظم، گیت، بیت، کافیاں اور غزلیات شامل ہیں۔ انھوں نے سندھی کے علاوہ سرائیکی، اردو اور فارسی میں بھی شعر کہے ہیں۔ نثر میں ان کا ایک عظیم کارنامہ کلام سید حسن بخش پر مقدمہ ہے۔ اس کے علاوہ کئی مضمون اور کہانیاں قدیم سندھی رسالوں میں تواتر سے شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان کا کلام "کشتی منجھ کڑیوں" کے نام سے شائع ہوا۔

ان کی شخصیت اور شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے تذکرہ شعرائے اردو سانگھڑ کے مصنف غلام مصطفی تبسم لکھتے ہیں:

> "شاعری کا شغف فطری تھا جو بچپن ہی میں ظاہر ہو گیا تھا۔ طبیعت موزوں پائی تھی۔ گیت، ٹھمری، وائی، نظم اور غزل میں طبع آزمائی کی۔ مخدوم طالب المولا سے خاص نسبت تھی، اور ان کے ہمراہ مشاعروں میں شریک ہوتے رہتے تھے۔ ان کا دیوان بر مشتمل سندھی کلام ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے عاشق المولیٰ کی کوشش سے مرتب ہوا جو ۱۹۹۴ء میں شائع کیا گیا۔"(۶)

مذکورہ بالا شعراء کے علاوہ "پر سرام ضیاء"، پریل فقیر پینار، سوامی ٹیئورام، یار محمد مری، صادق بھنبھرو اور محب علی ٹالپور" کے نام اس لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں کہ انھوں نے سندھی کے علاوہ اردو زبان کی طرف توجہ دی۔ اور سندھ کے اس دور افتادہ علاقے میں اردو شاعری کی داغ بیل ڈالی۔ یہاں یہ بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ ان تمام شعراء کی مادری زبان سندھی تھی البتہ وہ شعراء جن کی زبان اردو تھی ان کی شاعری قیام پاکستان کے بعد کے دور میں ملتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے تاحال ضلع سانگھڑ کے تینوں بڑے شہروں سانگھڑ، ٹنڈو آدم اور شہداد پور میں اردو ادب سے محبت کرنے والوں نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں "تذکرہ شعرائے اردو: سانگھڑ" کے مصنف کے مندرجہ ذیل الفاظ اہمیت کے حامل ہیں:

> "ٹنڈو آدم، سانگھڑ اور شہداد پور کا شمار چند قدرے ترقی یافتہ شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ تینوں شہر ضلع سانگھڑ میں اردو شاعری کے حوالے سے بھی نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔"(۷)

## قیام پاکستان کے بعد ضلع سانگھڑ میں اردو شاعری:

ضلع سانگھڑ میں اردو ادب صحیح معنوں میں آزادی کے بعد شروع ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد بھارت سے کثیر تعداد میں شعراء اور ادیب یہاں ہجرت کر کے آئے۔ جن میں ایسے ادیب بھی تھے جو آزادی سے قبل دہلی، اجمیر شریف اور ریاست ٹونک میں بحیثیت شاعر اپنی حیثیت منوا چکے تھے۔ اور چند ادیب علی گڑھ تحریک سے بھی وابستہ رہ چکے تھے۔ ان نووارد ادیبوں کی آمد سے یہاں باقاعدہ اردو ادب کا فروغ شروع ہوا جو تواتر سے ۱۹۸۰ء کی دہائی تک جاری رہا بعد ازاں فروغ ادب کا یہ سلسلہ کچھ تعطل کا شکار ہو گیا۔ بلاشبہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۰ء تک کا عرصہ ضلع سانگھڑ میں اردو ادب کا سنہری دور سمجھا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر غلام مصطفی تبسم لکھتے ہیں:

> "قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے آنے والے شعراء کرام نے ان شہروں میں اردو شاعری کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہاں پاک و ہند مشاعروں کے علاوہ سندھی اردو مشاعروں کی طرح ڈالی۔ جس سے شاعری اور اردو ادب کے ساتھ ساتھ یہاں بسنے والی اکائیوں کے درمیان ہم آہنگی اور رواداری کو فروغ حاصل ہوا۔ بلاشبہ اس دور کو سانگھڑ کی ادبی تاریخ کے روشن دور سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔"(۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

**ضلع سانگھڑ میں اردو نظم:** ویسے اردو شعراء کی طرح یہاں کے شعراء کی محبوب صنف سخن غزل ہے۔ مگر کئی ایسے شعراء گزرے ہیں جنھوں نے بطور خاص نظم کی طرف توجہ دی آئندہ سطور میں ان شعراء اور ان کی نظم نگاری کو موضوع بنایا گیا ہے جن کا میدان سخن نظم ہے۔ وہ شعراء جنھوں نے ضلع سانگھڑ میں نظم نگاری کے میدان میں نام پیدا کیا ان میں "اسلام الدین آزاد" کا نام سرفہرست ہے۔ ان کا مفصل تذکرہ پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم کی کتاب "تذکرہ شعرائے اردو: سانگھڑ" میں محفوظ ہے۔ ان کی کئی طویل اور مختصر نظمیں شہرت پاچکی ہیں۔ ان میں سے ایک نظم "میرے وطن کے پاسبان" ہے جس نظم سے متاثر ہو کر اس وقت کے وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل کے۔ ایم۔ عارف نے ۵ ہزار کا چیک بطور انعام دیا۔ ان کی ایک اور نظم "روپ رنگ کی شہزادی" پر جمیل الدین عالی نے انھیں ایک تہنیتی خط بھی ارسال کیا تھا۔ سیاسی اور معاشرتی حالات کے تناظر میں لکھی گئی یہاں کے استاد شاعر بیدار رام پوری کی کئی نظمیں مقامی ادبی رسائل اور جرائد میں اشاعت کے بعد شہرت پاچکی ہیں۔ ان کی مشہور نظموں میں "ہٹلر، خونی باب اور باغی" جیسی طویل نظمیں شامل ہیں۔ ٹونک سے ہجرت کر کے آنے والے استاد شاعر اور حضرت بسمل سعیدی سے اصلاح لینے والے جوہر سعدی مرحوم نے ۱۸۰ طویل اور مختصر نظمیں لکھ کر نظم کے دامن کو وسعت دی۔ مکمل شائع ہونے والے نظموں کے مجموعوں میں شاکر محمود کا اولین مجموعہ "شام وداع" اہمیت کا حامل ہے۔ اس مجموعے کے بارے میں پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم لکھتے ہیں:

> "شاکر محمود نظم نگاری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپریل ۱۹۹۳ء میں ان کی نظموں کا اولین مجموعہ "شام وداع" منظر عام پر آیا جس میں کل ۳۲ نظمیں شامل ہیں۔ ڈاکٹر پیرزادہ قاسم کا مضمون بعنوان "تخلیقی منظر نامہ" شامل اشاعت ہے۔ جبکہ فلیپ پر منیر نیازی، ڈاکٹر تنویر عباسی اور امداد حسینی کی آراء موجود ہیں۔"(۹)

بزرگ شعراء اور ادیبوں میں "صوفی عبدالحق" نے بھی نظم نگاری میں نام پیدا کیا۔ بنیادی طور پر صوفی صاحب پوٹھوہاری زبان کے شاعر ہیں۔ علامہ اقبال کی نظموں اور کلام سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ صوفی عبدالحق شاعری کے علاوہ ضلع بھر میں کلام اقبال پر تحقیقی مقالے پڑھنے کے لحاظ سے بھی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کی نظمیں "آواز راجپوت: سانگھڑ" میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ نظم و نثر میں زود نویسی "مرحوم اشہد میاں المعروف فاضل حمیدی" کے ہاں پائی جاتی ہے۔ وہ ضلع بھر میں ادبی محافل کا انعقاد کرانے اور "المشرق آرٹ اکیڈمی: شہداد پور" کے بانی کی حیثیت سے سندھ بھر میں شہرت رکھتے ہیں۔ کئی ادبی رسالے ان کی زیر نگرانی شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں "شہر سوہنی، آئینہ شہداد پور، اور عکس شہداد پور" شامل ہیں۔ ان کی نظمیں مقامی اور غیر مقامی رسالوں میں کثرت سے شائع ہوتی رہی ہیں۔ ضلع سانگھڑ میں طویل نظموں کی روایت کو زندہ رکھنے کے لیے " قمر ہاشمی "کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ قمر ہاشمی زود گو اور پختہ کلام شاعر تھے۔ پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم ان کی شاعری کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے پیش کرتے ہیں:

> "قمر نے ایک طویل عرصے بعد نظم کی روایت کو زندہ کیا۔ ان کے قلم سے کئی طویل نظمیں تخلیق ہوئیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں، "تنہائی کا آفتاب، نروان ساگر، ہمہ رنگ و نغمہ انسان اور مرسل آخر" وغیرہ۔ علاوہ ازیں "تہ کمند خاک، دیوار دبستان اور فسون شب کا سفر" سمیت نظم و غزل کے کئی مجموعے ان کی یادگار ہیں۔ جن میں سے کچھ شائع ہوئے اور کچھ کی حسرت دل میں لیے وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ ان کے نوحوں کا مجموعہ "تماشہ طلب آزار" ان کی زندگی ہی میں کراچی رائٹر ایسوسیئیشن رجسٹرڈ کے زیر اہتمام ۱۹۹۸ء کو شائع ہو کر منظر عام پر آگیا تھا۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد مجموعہ ہے جس کی تاریخی اہمیت بھی مسلم ہے۔"(۱۰)

ریاست جے پور سے ہجرت کر کے آنے والے بزرگ شاعر "کلیم شاہ" نے نظموں کے علاوہ ملی نغموں کی طرف توجہ دی۔ انھوں نے "مہران آرٹ سرکل" کے نام سے ایک مقامی ادبی تنظیم قائم کی اور اس کے پلیٹ فارم سے ملی نغموں اور نظموں کو فروغ دینا شروع کیا۔ کلیم شاہ اپنی تنظیم "مہران آرٹ سرکل" سے دو کتابچے "مہک اور جذبہ" کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔ جن میں زیادہ تر ان کے اپنے نغمے شامل تھے۔ سانگھڑ کی تحصیل شہداد پور کے جواں فکر شاعر "ندیم گلانی" نے آزاد نظم کی طرف توجہ کی۔

وہ متعدد آزاد نظمیں لکھ چکے ہیں۔ان کی کئی نظمیں اور غزلیں "ریختہ ویب گاہ" پر بھی موجود ہیں۔ندیم گلانی کی شاعری کے اب تک تین عدد مجموعے "محبت، مجھے تنہائی ڈستی ہے، اور دیوانے کدھر جاتے ہیں" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ندیم کی شاعری پر فرحت عباس شاہ رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ندیم کی شاعری محبت کے پر تپاک جذبوں سے سرشار ہے۔اس کے شعر انتہائی سادہ اور شفاف، لیکن نہایت نوکدار اور تاثیر سے بھرے ہوئے ہیں۔"(۱۱)

شعراء کے علاوہ چند شاعرات نے بھی غزل کے علاوہ نظم کے میدان میں اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ویسے تو نظم گو شاعرات کی ایک طویل فہرست ہے مگر صنوبر راؤ اور پروفیسر نگہت زیبا کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔دونوں شاعرات صاحب کتاب ہیں۔ صنوبر راؤ کا نظموں پر مشتمل مجموعہ کلام "محبت راستے بناتی ہے" کہ نام سے شائع ہو چکا ہے۔ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم لکھتے ہیں:

"حساس طبیعت نے احساسات اور جذبات کو صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کا موقع بخشا۔شہدادپور کے جواں فکر شاعر انعام ندیم کے تعاون سے اپنی نظموں کا پہلا مجموعہ "محبت راستے بناتی ہے "منظر عام پر لائی ہیں۔اس مجموعے میں ۲۱ نثری نظموں سمیت کل ۸۰ نظمیں، ایک غزل اور چند اشعار ہیں۔تمام نظمیں مختصر مگر پر اثر ہیں۔فردی اشعار اور غزل بھی عمدہ ہے۔ غالب کے زبان میں اگر یہ کہا جائے کہ صنوبر کی شاعری سادگی و پرکاری کا نمونہ ہے تو غلط نہ ہو گا۔"(۱۲)

پروفیسر نگہت زیبا کی نظموں اور غزلوں پر مشتمل مجموعہ کلام "دھوپ کے پار" ۲۰۰۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ان کی نظموں میں ایک معروف نظم "المنصورہ" مطبوعہ "شہر سوہنی شہدادپور" ہے۔جو ضلع سانگھڑ کے تاریخی تناظر میں لکھی گئی ہے۔مذکورہ بالا تمام شعراء و شاعرات کی نظمیں اور شاعری مروجہ مضامین شاعری کا احاطہ کرتی ہیں۔ مگر وہ شعراء و شاعرات جنھوں نے نظموں میں ظریفانہ انداز اپنایا ان میں بنوٹ شاجہاں پوری، بزم آراء بزمی، یونس کھنڈ و اور سید اطہر جعفری کے نام قابل ذکر ہیں۔ان ظریفانہ شاعری کرنے والوں میں سید اطہر جعفری صاحب کتاب ہیں ان کی ظریفانہ شاعری پر مشتمل کتاب "ملاحظہ فرمایئے" کہ نام سے المشرق آرٹ اکیڈمی شہدادپور سے شائع کی جا چکی ہے۔ان کی تخلیق "ملاحظہ فرمایئے" سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی ظریفانہ شاعری کا موضوع بھی معاشرتی مسائل ہیں۔انھوں نے معاشرتی مسائل کو اجاگر بھی کیا ہے اور اپنے مخصوص انداز میں ان مسائل پر چوٹ بھی کی ہے۔اور کہیں کہیں مسائل کا حل بھی بتانے کی کوشش کی ہے۔وہ نہ صرف الفاظ کے الٹ پھیر اور رعایت لفظی سے مزاح پیدا کرتے ہیں بلکہ مختلف زبانوں کے امتزاج بالخصوص سندھی اور اردو کی آمیزش سے مزاح پیدا کرنے میں انھیں خاص ملکہ حاصل ہے۔ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر فدا حسین انصاری لکھتے ہیں:

"ان کی شاعری ایک ایسے کیمرے کی مانند ضرور ہے جس میں ہر تصویر چھوٹی کج یا پھر پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔جسے دیکھ کر بے اختیار ہنسی آجائے یا یکبارگی بعض انوکھی اور رنگین تصاویر دیکھ کر طبیعت شگفتہ ہو جائے۔"(۱۳)

## سانگھڑ میں اردو نعت:

ضلع سانگڑ کے شعراء میں سے چند ایک شعراء نے نعت کی صنف میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔چند شعراء کے نعتیہ کلام کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔جن شعرا نے بالخصوص نعت کی صنف میں طبع آزمائی کی ہے ان میں اختر لکھنوی، اصغر وارثی، بیدار رامپوری، رحیم صدیقی عیاں، ساجد زیدی، سفیر گلشن آبادی، شوکت علی شوکت اور ظہیر احمد تشنہ کے نام شامل ہیں۔البتہ جن شعراء کے نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں ان میں جوہر سعیدی کا مجموعہ "رحمت اللعالمین"، رحمان دانش کا مجموعہ "عقیدت دانش"، سرشار صدیقی کا حمد و نعت پر مشتمل مجموعہ کلام "اساس"، شامل ہیں۔البتہ سفیر گلشن آبادی کا نعتیہ کلام شائع تو نہ ہو سکا لیکن ان کی ادبی خدمات کی وجہ سے اکادمی ادبیات انھیں ماہانہ وظیفہ دیتی رہی حمد و نعت کی صنف میں سفیر گلشن آبادی کی خدمات پر پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"موزوں طبیعت پائی تھی۔ ہوش سنبھالتے ہی شعر کہنے لگے۔ان کے غیر مطبوعہ مجموعے میں غزل نعت،منقبت، قطعات ،سلام، مناجات اور مسدس کے نمونے ملتے ہیں۔ایمان مفصل سمیت قران پاک کی چند ایک سورتوں کا منظوم ترجمہ بھی کیا ۔اس وقت کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی مرحوم نے ان کے کلام سے متاثر ہو کر "اکادمی ادبیات پاکستان" کو ماہانہ وظیفہ کی سفارش کی جو ۵ سو روپے ماہانہ کی صورت میں تا وقت مرگ ان کو ملتا رہا۔"(۱۴)

مذکورہ بالا شعراء وہ ہیں جنھوں نے نعت کے علاوہ دیگر اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔لیکن یہاں کے ایک شاعر ڈاکٹر سید عطاء المصطفیٰ بخاری چشتی نے شروع سے آخر تک خود کو صرف نعت کے لیے ہی وقف کر رکھا ہے۔سید عطاءاللہ بخاری کا نعتیہ مجموعہ "نوائے عطا" کے نام سے ۲۰۲۱ء میں حرف زاد پبلیکیشن کراچی سے شائع ہوا جو نعت کی صنف میں ایک اچھا اضافہ سمجھا جاتا ہے۔دلاور علی آزاد ان کی نعتوں پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عطا المصطفیٰ نے اپنی نعوت میں عقیدہ و عقیدت کے مابین ایسا تخلیقی پل تعمیر کیا ہے جس سے گزر کر ان کی تخیل پاکیزہ بستیوں کے سفر پر نکل جاتی ہے۔نوائے عطا انہی بستیوں کا سفر نامہ ہے جس میں لفظ لفظ، مصرع مصرع، شعر در شعر قاری ایک نورانی فضا میں سانس لیتا اور اس کی زمانہ آثار خوشبو سے اپنی روح کو معطر کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔"(۱۵)

کیف و سرور، عشق و محبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے آداب اور نقوش سیرت کو نعتوں میں اجاگر کرنا سید عطاء المصطفیٰ بخاری کی شاعری کا خلاصہ ہیں۔

## غزل:

شاعری کی دیگر اصناف کی طرح غزل کے میدان میں بھی ضلع سانگھڑ کے شعراء نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ضلع سانگھڑ کے شعراء میں سے صرف چند شعرا ءایسے ہیں جنھوں نے فقط نظم نگاری میں ہی اپنی شاعرانہ قابلیت کے جوہر دکھائے۔اس کے برعکس اکثریت ایسے شعراء کی ہے جنھوں نے نظم اور غزل دونوں اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔مندرجہ ذیل سطور میں صرف ان غزل گو شعراء کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کا کام دیگر شعراء سے نمایاں ہے۔اور جن کے مجموعہ ہائے غزل شائع ہو چکے ہیں۔

**اختر ماہری:** پورا نام عبدالمجید خان اور اختر ان کا تخلص تھا۔ مولانا ماہر القادری کے تلامذہ میں سے تھے۔نام کے ساتھ "ماہری" کا اضافہ اسی نسبت کی وجہ سے ہے۔اختر ماہری ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔ ان کا کلام ممتاز ادبی رسائل اور جرائد میں شائع ہوتا رہا۔قیام بھارت کے دوران "وحدت ،الامان، تجلی اور انقلاب" میں ان کا کلام شائع ہوتا رہا۔ماہ نامہ "فاران" کراچی نے ان کی غزلیات کا انتخاب بھی شائع کیا تھا۔اختر ماہری کے کلام میں بلند خیالی،لطافت بیان کی کثرت ہے۔انھیں حسن و عشق کے معاملات کو بیان کرنے میں مہارت تھی۔پروفیسر ڈاکٹر عزیز احمد انصاری اپنی کتاب "کیسے کیسے لوگ" میں لکھتے ہیں:

"ان کی غزلیات میں زندگی کے خوش آئند اور غم آگیں دونوں پہلو ملتے ہیں۔جو ان کی اپنی ہی زندگی کے نشیب و فراز کا نتیجہ ہے۔کلام میں روایتی تغزل کے ساتھ تہذیب و شائستگی بدرجہ اتم موجود ہے۔"(۱۶)

اختر کے کلام کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کلام ہموار شیریں اور فن کی نزاکتوں سے پر ہے۔ان کی چھوٹی بحروں کی غزلیات سہل ممتنع کا بہترین نمونہ ہے ۔پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم ان کی غزل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"غزل ان کی محبوب صنف تھی۔ان کے کلام میں غم جاناں کی نسبت غم دوراں کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔ حسن و کیف اور تغزل کی چاشنی نے کلام کو رنگین بنادیا ہے۔زبان سادہ صاف اور لطیف ہے۔ حقیقی جذبات و تاثرات اور ذاتی تجربات کو بڑے ہی لطیف انداز میں شعر کے قالب میں ڈھالنے کے فن سے خوب واقف تھے۔"(۱۷)

**اکبر علی:** ان کا پورا نام اور تخلص معصوم تھا۔ ۱۹۶۱ء میں شہر سانگھڑ میں پیدا ہوئے ابتدائی ایام میں بیمار ہوگئے تھے جس کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ کالج کے بعد رک گیا تھا۔ وہ کئی زبانوں پر مہارت رکھتے تھے۔مطالعہ بے حد وسیع تھا۔اکبر بیک وقت پنجابی اور اردو کے اچھے شاعر تھے۔اکبر ایک زود نویس شاعر تھے۔ان کا پہلا اردو شعری مجموعہ "اور کہاں تک جاناں ہے" کے نام سے شائع ہوا جو ۷۲ غزلیات پر مشتمل ہے۔دوسرا مجموعہ ۲۰۱۸ء میں رنگ ادب پبلیکیشن سے "بے ساختہ" کے نام سے شائع ہوا۔ان کی کتب پر معروف شاعر ظفر اقبال اور افسانہ نگار اشفاق احمد کے تاثرات ملتے ہیں۔بطور نثر نگار آغا سلیم کے ناول "ہمہ اوست" کا ترجمہ ان کا منفرد کارنامہ ہے۔یہ مترجم ناول ۲۰۰۸ء میں منظر عام پر آیا۔اکبر کا انتقال ۲۰۱۸ء میں ہوا۔ان کی شاعری پر رائے دیتے ہوئے معروف شاعر ظفر اقبال لکھتے ہیں: "بلاشبہ اکبر معصوم کی آواز ایک مستقیم اور مستحکم آواز ہے۔"(۱۸)

**جوزف اقبال بسمل:** ان کا پورا نام جوزف اقبال جوہانس اور قلمی نام اقبال بسمل تھا۔ ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوئے محکمہ تعلیم سے وابستہ تھے۔جوزف ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ وہ بیک وقت شاعر، افسانہ نگار، مترجم، محقق اور مضمون نگار تھے۔شاعری میں ان کی کتاب "سلگتے آنسو کڑوے جام" یادگار مجموعہ ہے۔نثر میں ۳۰ کے لگ بھگ کتب ان کی تخلیقات میں شامل ہیں۔

**درد سعیدی:** ضلع سانگھڑ میں ہمہ وقت ادب کے فروغ و اشاعت کے لیے اپنی زندگی وقف کرنے والے محمد صدیق المتخلص بہ درسعیدی کا شمار ضلع سانگھڑ کے استاد، کہنہ مشق اور بزرگ شعراء میں ہوتا ہے۔ان کا تعلق بھارت کی ریاست ٹونک سے تھا۔ ۱۹۴۹ء میں انھوں نے بھارت سے ہجرت کی اور یہاں آکر مقیم ہوئے۔ان کی آمد کے بعد یہاں باقاعدہ اردو ادب کی محافل سجنے لگیں۔یہاں آمد کے بعد فقط دو برس کے قلیل عرصے میں انھوں نے ایک کل پاک و ہند مشاعرہ منعقد کروایا۔یہ مشاعرہ تاریخی لحاظ سے بھی اہم ہے اور تحریکی لحاظ سے بھی۔تحریکی اس طرح کہ اس مشاعرے کے بعد اکثر سندھی شعراء بھی اردو شاعری کی طرف مائل ہوئے نیز نو آموز ادیبوں میں ادب اور شاعری کا جذبہ اور محبت پیدا ہوئی۔ضلع سانگھڑ میں آج جتنے بھی شعراء اور ادیب ہیں سب بالواسطہ یا بلاواسطہ درسعیدی کے تلامذہ میں سے ہیں۔درد کی زندگی بہت کسمپرسی میں گزری۔ان کی شاعری بھی ان کی اپنی زندگی کی آئینہ دار ہے۔اگرچہ ان کی زندگی ہمیشہ آلام و مصائب میں گزری، لیکن پھر بھی ان کی شاعری میں قنوطیت اور رجائیت کا توازن نظر آتا ہے۔ڈاکٹر عزیز احمد انصاری ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب "کیسے کیسے لوگ میں" لکھتے ہیں:

"ان کی کتاب "شعلہ جاں" پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ماہر القادری نے ماہنامہ فاران کے شمارہ مئی ۱۹۶۶ء میں لکھا ہے کہ درسعیدی نے حالات کی ناسازگاری کے باوجود شعر و سخن میں ترقی کی منزلیں طے کی ہیں۔اور کسی پروپیگنڈے اور خارجی سہارے کے بغیر شہرت حاصل کی ہے۔ان کی زندگی کشمکش کی زندگی ہے۔بلکہ یوں کہیں ایک دکھی انسان کی زندگی ہے۔ان کی شاعری پر ان کے تخلص کا اثر پڑا ہے۔درسعیدی کے کلام میں سوز و گداز اور احساس شدت پایا جاتا ہے۔"(۱۹)

درسعیدی کا کلام مختلف رنگوں پر مشتمل ہے۔اور وہ ہر رنگ میں ایک کامیاب غزل گو قرار دیے گئے ہیں۔علامہ نیاز فتح پوری درد کی کتاب "درسعیدی کے ۱۰۰" اشعار کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

" دردسعیدی کے کلام میں سوز و گداز، خلوص و صداقت کے ساتھ ساتھ انداز بیان کی ندرت اور زبان کی سلاست اور روانی کا لطف بھی موجود ہے۔" (۲۰)

**درسعیدی کی تخلیقات:**

"شعلہ جاں" در سعیدی کا یہ مجموعہ سلطان حسین اینڈ سنز کراچی کے اہتمام سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں ۱۸۶ صفحات ہیں۔ اس میں زیادہ تر غزلیات ہیں ۔ تابش دہلوی اس کتاب پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "شعلہ جاں" میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو اچھی شاعری کے لیے از حد ضروری ہیں۔"[۲۱]

**اردو کی فریاد:** اردو کی طویل نظموں میں ہمیشہ یادگار رکھی جانے والی اور منفرد حیثیت کی حامل نظم "اردو کی فریاد" در سعیدی کی ایک منفرد تخلیق ہے۔ سینکڑوں اشعار پر مشتمل اس نظم میں اردو کی تاریخ اور اہم ادبی کارناموں کو واضح کیا گیا ہے۔ اور اس نظم کو بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اپنے ایک خط میں خوب سراہا ہے۔

**درد کے 100 اشعار:** یہ در سعیدی کی تیسری کتاب ہے جو علامہ نیاز فتح پوری مرحوم کے تعاون سے شائع کی گئی۔ اس کتاب میں درد سعیدی کی غزلیات میں سے ۱۰۰ بہترین اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی اور نمایاں حیثیت یہ بھی ہے کہ اس انتخاب میں علامہ نیاز فتح پوری جیسے ادیب نے رہنمائی کی۔

**عبدالرحمن دانش:** نام عبدالرحمن اور دانش آن کا تخلص ہے۔ دندان سازی کے کام سے وابستہ ہیں۔ ماضی میں علم وادب کے فروغ کے لیے بہت کوشاں رہے ہیں۔ المشرق آرٹ اکیڈمی سے بھی وابستہ رہے اور بزم دانش کے نام سے اپنی ایک الگ بزم بھی قائم کی۔ ان کی کتب اسی بزم کی طرف سے منظر عام پر لائی گئیں ہیں۔ استاد شاعر بیدار رام پوری کے تلامذہ میں سے ہیں۔ عبدالرحمن دانش ضلع سانگھڑ کے شعراء کے منتخب کلام پر مشتمل شائع ہونے والی دو کتابوں "گلزار سخن" اور "دیار سخن" کے مرتبین میں بھی شامل ہیں۔ وہ اردو کے ساتھ ساتھ سندھی کے بھی شاعر ہیں۔ ان کا پہلا اردو کا مجموعہ "سفر دانش" اور سندھی شاعری کا مجموعہ "مہر دانش" کافی سال قبل شائع ہو چکے ہیں۔ نعتوں کے مجموعے "عقیدت دانش" کے علاوہ دو اور مجموعے "دکھوں کی بارش" اور "گلدستہ دانش" بھی اشاعتی مراحل سے گزر چکی ہیں۔ ایک اور مجموعہ طنز و مزاح پر مشتمل "گڑبڑ گھوٹالہ" کے نام سے تاحال اشاعت کا منتظر ہے۔ ان کے کئی مضامین اور رومانوی کہانیاں اعلان جنگ، امروز اور نوائے وقت وغیرہ میں شائع ہو چکی ہیں۔

**پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم:** اس وقت ضلع سانگھڑ میں موجود تمام ادیبوں میں فروغ ادب کے لیے کوشاں ہیں۔ ٹنڈو آدم نیو علی گڑھ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔ "حلقہ یاران سخن" کے نام سے ایک ادبی تنظیم کے سرپرست اور بانی بھی ہیں۔ حلقہ یارا سخن کے بینر تلے ہر سال ایک عظیم محفل مشاعرہ کا انعقاد کرتے ہیں۔ نثر میں ان کی ایک ہمیشہ یاد رکھی جانے والی کتاب "تذکرہ شعرائے اردو: سانگھڑ" ہے۔ وہ غزل کے شاعر ہیں۔ تمام مروجہ مضامین غزل کو اپنی شاعری میں جگہ دی ہے۔

**غلام مصطفیٰ راز:** حلقہ سفیران ادب سانگھڑ کے بانی و سرپرست شاعر غلام مصطفیٰ راز بھی غزل کے اچھے شاعر ہیں۔ ان کے کلام کی ایک خوبی سہل ممتنع کا کثرت سے استعمال ہے۔ پہلا مجموعہ "منظر بدلنے والا ہے" اشاعتی مراحل سے گزر چکا ہے جبکہ دوسرا مجموعہ "عشق پر کربلا کا سایہ ہے" ہنوز منتظر اشاعت ہے۔

**فاضل حمیدی:** درد سعیدی کے علاوہ ضلع سانگھڑ میں اگر کسی نے اپنی پوری عمر ادب کے لیے وقف کی ہے تو وہ فاضل حمیدی ہیں۔ فاضل حمیدی کا اصل نام اشہد میاں تھا۔ استاد حمید عظیم آبادی کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور اسی نسبت سے حمیدی کہلاتے تھے۔ سانگھڑ میں آرٹ اور ڈرامے کو فروغ دینے میں فاضل حمیدی کی کاوشوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ فاضل حمیدی کی کوششوں سے چار اہم ادبی مجلے "آئینہ شہداد پور"، عکس شہداد پور، شہر سوہنی اور آئینہ مشرق" شائع ہوئے۔ یہ ادبی مجلے ضلع سانگھڑ میں ادب اور ادیبوں کے بارے میں اب تک کے سب سے مستند اور قدیم حوالے سمجھے جاتے ہیں۔ سید اعجاز شاہ نے ۲۰۰۸ء میں "**فاضل حمیدی: شخصیت وفن**" کے موضوع پر ایم اے کا مونوگراف لکھ کر شعبہ اردو، سندھ یونی ورسٹی جام شورو میں جمع کرایا۔ شہداد پور گرلز کالج کی پروفیسر نگہت زیبا نے آپ کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے اعتراف کے نام سے ایک مجلہ شائع کیا۔ جس میں اردو ادب کے لیے آپ کی خدمات کو سراہا گیا۔ فاضل حمیدی بھی غزل کے شاعر ہیں۔ آپ نے نہ صرف شاعری میں کلاسیکی رنگ کا تتبع کیا بلکہ اپنا الگ رنگ بھی وضع کیا ہے۔ نمونہ کلام "ادبی مجلے" شہر سوہنی" میں محفوظ ہے۔ آپ کی شاعری اور ادبی کاوشوں کو منظر عام پر لانے میں پروفیسر ڈاکٹر فدا حسین انصاری کا مضمون مطبوعہ شہر سوہنی شہداد پور بہت اہمیت کا حامل ہے۔

**محمد حسین سحر:** سحر کا تعلق بھارت یو۔ پی سے تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کی اور شہداد پور میں مستقل قیام کیا۔ پروفیسر فدا حسین انصاری ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بھارت میں قیام کے دوران چند بار آل انڈیا ریڈیو سے بھی کلام پڑھنے کا موقع ملا۔ شہداد پور میں بزم سحر نامی ایک ادبی تنظیم قائم کی۔اس تنظیم کے تحت کئی یادگار مشاعرے اور ادبی محافلوں کا اہتمام بھی کر چکے ہیں۔"(۲۲)

محمد حسین سحر غزل کے شاعر تھے۔ان کا کلام ان کی زندگی میں تو شائع نہ ہو سکا البتہ ان کے بیٹے نے ان کا مجموعہ کلام "نقش سحر" کے نام سے ان کی پہلی برسی پر شائع کیا۔ان کی شاعری رندانہ مضامین کے علاوہ غم دوراں اور غم جاناں جیسے روایتی مضامین غزل پر مشتمل ہے۔

**نوید خیالؔ:** نام نوید احمد اور خیال ان کا تخلص تھا۔ غزل، نظم اور مضمون نگار کی حیثیت سے شہرت پائی ہے۔ نظموں اور غزلوں پر مشتمل مجموعہ "آنے والے لمحوں کا دکھ" کے نام سے ۲۰۱۲ء میں پوپٹ پرنٹنگ پریس خیر پور میرس سے شائع ہوا۔ جبکہ دوسری کتاب "میرے خیال میں" جس کا مسودہ مکمل ہو چکا تھا اور اشاعتی مراحل میں تھی۔یہ کتاب ان کے مضامین پر مشتمل ہے اس کتاب کی اشاعت کی حسرت دل میں لیے ۲۰۲۳ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

**وفا عزیزی قرولوی:** اصل نام عبدالرؤف، المتخلص بہ وفا اور کنیت عزیزی تھی۔ ۱۹۰۸ء قرولی، راجستھان (بھارت) میں پیدا ہوئے۔منشی ادیب فاضل تک تعلیم حاصل کی تھی۔ ۱۹۴۹ء ہجرت کر کے ٹنڈو آدم آئے اور اسی شہر کو اپنا دائمی مسکن بنایا۔ غلام مصطفی تبسم ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ذوق شعر گوئی طالب علمی کے دور میں پیدا ہوا۔اردو اور فارسی میں شعر کہے۔اصل میں غزل گو تھے۔اپنی زندگی میں "سبد گل" کے نام سے کتابچہ شائع کیا جس میں غزلیات کے علاوہ رباعیات اور قطعات بھی شامل تھے۔(۲۳)

**غزل گو شاعرات:** شعرا کے علاوہ متعدد شاعرات بھی ایسی گزری ہیں جو مقامی مشاعروں میں اپنا کلام سنا چکی ہیں۔اور کئی ایک شاعرات کا کلام مقامی رسائل و جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔البتہ یہاں کی ایک منجھی ہوئی غزل گو "یاسمین زاہد" کا کلام کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔

یاسمین زاہد نے ویسے تو پابند نظمیں اور ہائیکو کی صنف میں بھی اظہار خیال کیا ہے، مگر وہ اصل میں غزل کی شاعرہ ہیں۔یاسمین کے کلام کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے نہ صرف روایت کی پاسداری کی بلکہ نئے لفظی تجربات بھی کیے۔انھوں نے مانوس زمینوں میں بھی غزلیں کہی ہیں اور خود اپنی زمینیں بھی اختراع کی ہیں۔ ڈاکٹر اقبال پیرزادہ نے انھیں نسائی لب ولہجے کی شاعرہ کہا ہے۔وہ ان کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یاسمین زاہد کی شاعری سادگی بیان، دلکش زمین، رواں دواں بحروں اور لہکتے مہکتے انداز تغزل پر مشتمل ہے۔پڑھنے والوں کو جہاں ان کی غزلوں کے بے شمار اشعار اپنی سادگی اور روانی کی وجہ سے یاد رہ جائیں گے وہیں ان کی پر اثر نظمیں اپنے موضوعات اور انداز بیاں کے سبب سنجیدہ مطالعے کے متقاضی ہوں گی۔" (۲۴)

## ضلع سانگھڑ میں اردو نثر:

اردو نظم کے مقابلے میں اگرچہ سانگھڑ میں نثر میں زیادہ ادب تخلیق نہیں کیا گیا جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر اگلی پانچ دہائیوں تک یہاں مشاعروں کا عروج رہا۔اور مشاعروں میں پڑھنے والوں کو ہی ادبی حلقوں میں شناخت ملتی رہی۔لہذا کئی نثر نگاروں نے بھی چند نثری نگارشات تخلیق کرنے کے بعد نثر نگاری کو خیر باد کہا اور شاعری میں طبع آزمائی کرنے کو ہی مناسب سمجھا۔ پھر بھی یہاں نثر نگاروں کی ایک لمبی فہرست ہے جو یہاں کے ادیبوں کی اردو سے محبت کا ثبوت ہے۔مندرجہ ذیل ان اصناف نثر کو قلم بند کیا گیا ہے جن میں ادیبوں نے نمایاں تخلیقات پیش کی ہیں۔

### افسانہ نگاری:

HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ضلع سانگھڑ میں افسانہ نگاری کا آغاز ۱۹۷۹ء میں علی گڑھ کالج میگزین میں لکھے جانے والے افسانوں سے ہوا۔ یہاں کے مقامی افسانہ نگاروں میں جوزف بسمل اور یاسمین مری نمایاں افسانہ نگار ہیں۔ جوزف بسمل کا افسانوی مجموعہ "بلاہٹ" کئی برس قبل شائع ہوا تھا۔ اس افسانوی مجموعے کے علاوہ بھی ان کے کئی افسانے رسالوں اور جریدوں میں شائع ہوتے رہے۔ اور کئی افسانے کراچی میں ہونے والے افسانوں کے مقابلے کے لیے بھی لکھے گئے۔ انہی میں ان کا ایک افسانہ "بلاہٹ" ہے جسے افسانہ نگاری کے مقابلے میں دوسرا انعام ملا۔ جوزف کے علاوہ مختار بیگ، سیدہ گل بانو اور انعام ندیم نے بھی کئی افسانے لکھے ہیں۔ علاوہ ازیں یعقوب طارق قرولوی کے اردو اور انگریزی افسانے سسپینس اور مسٹری میگزین میں شائع ہو چکے ہیں۔

**آدرش:** یاسمین مری کا افسانوی مجموعہ آدرش کے نام سے ۲۰۰۷ء میں المہران فاؤنڈیشن سانگھڑ سے شائع ہوا۔ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں کل دس افسانے ہیں۔ اس مجموعے کا نمائندہ افسانہ ''آدرش'' کے نام سے ہے۔ اس کتاب پر تاثرات معروف ناول نگار اور ادیبہ بشریٰ رحمان نے لکھے ہیں۔ یاسمین نے اپنے افسانوں میں دیہی زندگی کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ ان کے افسانوں میں زندگی کا دکھ، مزاح، شرارت اور دھیما دھیما رومانس سب موجود ہے۔ یاسمین مری نے جہاں کہانی پر توجہ صرف کی ہے وہیں کردار نگاری پر بھی خوب محنت کی ہے۔ ان کے مذکورہ بالا مجموعے میں راجو کا کردار ایک مضبوط کردار ہے۔ یہ صرف ایک کردار نہیں بلکہ ایک تحریک ہے۔ یاسمین کے افسانوں میں خواتین کے حقوق کو بھی واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ ان کا ایک افسانہ "مٹی کی مورت" اس ضمن میں ایک بہترین افسانہ ہے۔ ان کی افسانہ نگاری کے بارے میں بشریٰ رحمان لکھتی ہیں:

> "یاسمین مری کے افسانوں کا مجموعہ میں نے پڑھا ہے۔ تمام افسانے بہت معیاری ہیں اور اپنی مٹی کو گواہ بنا کر لکھے گئے ہیں۔ ان کے افسانوں میں کردار نگاری عروج پر ہے۔ یاسمین کی گرفت اپنے قلم پر بہت مضبوط ہے۔ ان کے ہاں حالات کا گہرا مشاہدہ اور انسانی فطرت کا عمیق مطالعہ موجود ہے۔ ان کی زبان رواں دواں، روزمرہ اور اثر انگیز ہے۔ ان کی تحریر کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ سندھی زبان کے الفاظ اردو میں شامل کر جاتی ہیں۔ اردو زبان کو وسعت دینے کی ان کی یہ کاوش بہت خوبصورت ہے۔ یاسمین مری کا مجموعہ جو سندھ کی سوندھی اور سلونی مٹی سے گندھا ہوا ہے اردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔"(۲۵)

**ڈرامانویسی:**

ضلع سانگھڑ سندھ کے ان چند اضلاع میں شامل ہے جہاں آزادی کے کچھ عرصے بعد ہی ڈرامیٹک سوسائٹیاں وجود میں آئیں۔ اور جہاں بھرپور طریقے سے ڈرامے کو فروغ دیا گیا۔ ڈرامے کے فروغ میں ضلع سانگھڑ کے تعلقہ شہداد پور میں کئی ڈرامیٹک سوسائٹیاں قائم کی گئیں۔ جن کے تحت متعدد ڈرامے لکھے گئے۔ اور کئی یادگار ڈرامے اسٹیج پر بھی پیش کیے گئے۔ ان سوسائٹیوں میں "المشرق آرٹ اکیڈمی" کا نام سرفہرست ہے۔ ماضی میں یہ سندھ بھر میں اردو ادب اور بالخصوص ڈرامے کے فروغ کے لیے اچھی شہرت رکھتی تھی۔ ضلع سانگھڑ میں اکثر ڈرامے تھیٹر کے لیے لکھے گئے۔ المشرق آرٹ اکیڈمی کے مجلے ''شہر سوہنی'' میں رانا عبدالسلام نے ڈرامے کی تاریخ اور فروغ پر مفصل مضمون تحریر کیا ہے۔ اس مضمون کی معلومات کی روشنی میں سب سے پہلے "مغل اعظم" کے نام سے ڈرامہ افتخار مجاہد کا تحریر کردہ تھا۔ بعد ازاں ابراہیم جلیس کا مشہور زمانہ ڈرامہ "اجالے سے پہلے"، اس کے بعد "ماڈرن مغل اعظم" پھر فاضل حمیدی کا تحریر کردہ ڈراما ''ننکو'' پیش کیا گیا۔ المشرق آرٹ اکیڈمی نے کم و بیش ۳۰ برس ڈرامے کے فروغ کے لیے کوششیں کیں۔ المشرق آرٹ اکیڈمی کے ڈراموں کے علاوہ محمد یاسین نروان نے کئی ڈرامے تحریر کیے۔ ان کے ڈراموں میں "بلیک آؤٹ، سلگتے ارمان، بے داد، ٹھوکر، کھوٹی دنیا، کھوٹا سکہ، آخری گناہ، پھول اور خوشبو، تنکا اور طوفان" کے نام سے شامل ہیں۔ سید نظام الدین جنیدی کے تحریر کردہ ڈراموں میں "ایک ووٹ کا سوال ہے بابا اور ڈگڈگی والا" شامل ہیں۔ یہ وہ ڈرامے ہیں جو المشرق آرٹ اکیڈمی کی ۳۰ سالہ ادبی خدمات میں سے معلوم ہو سکے وہ ڈرامے جن کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے وہ اس فہرست کے علاوہ ہیں۔

**ناول نگاری:**

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ضلع سانگھڑ میں سب سے پہلا ناول "بیدار رامپوری" نے لکھا جو شائع ہونے سے قبل ان کے مطب سے باقی تخلیقات کے ساتھ چوری ہو گیا۔ بعد میں یہاں کے ادیب اور بزرگ شاعر اکبر معصوم نے ''ہمہ اوست'' ناول کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد یہاں کی ایک ادیبہ سیدہ گل بانو نے ۲۰۰۵ءسے ۲۰۱۸ءتک بالترتیب "دھنک رنگ خواہش، کوئی دل کے کھیل دیکھے، میں ہجر کا لمحہ تو وصال کا موسم، دل کی دہلیز پہ، عید تجھے مبارک، تمہیں پا کر کیوں کھوئیں، بس ایک دل سنبھال رکھنا، اور ایک قصہ گل گلاب کا" لکھے۔ یہ تمام ناول آنچل اور خواتین ڈائجسٹ میں شائع کیے گئے۔

## آپ بیتی:

ضلع سانگھڑ میں غیر افسانوی ادب کی اصناف میں بھی بہترین نگارشات و تخلیقات شائع کی گئی ہیں۔ آپ بیتی کی بات کریں تو مجاہد قریشی کی کتاب "اسٹوریز فرام دا ہارٹ" ایک بہترین آپ بیتی ہے تین سو صفحات سے زیادہ پر مشتمل یہ کتاب سانگھڑ نیوز ایجنسی کی طرف سے ۲۰۰۱ء میں شائع کی گئی۔ مجاہد قریشی کی اس آپ بیتی میں جزبات نگاری کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔ ان کی تحریر کی ایک اہم خوبی جزیات نگاری ہے۔ وہ اپنی تحریر سے قاری کو حیران کرنے کا فن جانتے ہیں۔ وہ اپنی تحریر کے بارے میں خود لکھتے ہیں:

"حق گوئی اور بے باکی میرے خمیر میں شامل ہے۔ اور کوئی واقعہ یا موضوع قلم بند کرنے سے پہلے اس کا باریک بینی کے ساتھ تنقیدی جائزہ لینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"[۲۶]

الختصر مجاہد نے اپنی آپ بیتی کو بہت محنت سے لکھا ہے۔ ان کی آپ بیتی سانگھڑ کے بارے میں بھی ایک اہم دستاویز سمجھی جاتی ہے۔

**ٹنڈو آدم سے کراچی:** ٹنڈو آدم سے کراچی ڈاکٹر رضوان اللہ خان کی آپ بیتی ہے۔ یہ آپ بیتی فضلی سنز کی طرف سے مارچ ۲۰۱۹ء میں شائع کی گئی۔ یہ آپ بیتی مکمل ادبی رنگ میں لکھی گئی ہے۔ پوری کتاب میں ادبی چاشنی جگہ جگہ موجود ہے۔ یہ کتاب حسن ترتیب کی بھی ایک بہترین مثال ہے۔

**رواں دواں ہے زندگی:** ایک سو سے زائد صفحات پر مشتمل یہ ایک مختصر کتاب ڈاکٹر احمد حسن کی آپ بیتی ہے جو حیدر آباد سندھ سے شائع کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب کی تحریر بہت عمدہ اور ادبی ہے جو ان کی وسعت مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ جملوں اور ترکیبوں کی بندش اور استعمال بھرپور طریقے سے کیا گیا ہے مذکورہ بالا آپ بیتیوں کے علاوہ سانگھڑ کے بزرگ ادیب جوہر سعیدی نے اپنی آپ بیتی "میرا ادبی سفر" کے نام سے لکھی جو کراچی سے شائع ہونے والے ماہانہ ادبی مجلے "دائرے" میں شائع ہوتی رہی۔

**تذکرہ نگاری:** تذکرہ نگاری کے میدان میں صرف ایک کتاب "تذکرہ شعرائے اردو: سانگھڑ" لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب پروفیسر غلام مصطفیٰ تبسم نے تحریر کی ہے۔ یہ ۲۰۱۴ء میں حلقہ یاران سخن ٹنڈو آدم سے شائع کی گئی۔ اس کتاب میں ضلع سانگھڑ کے ۱۲۴ شعراء کا تذکرہ محفوظ کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر رائے دیتے ہوئے پروفیسر مرزا سلیم بیگ صاحب لکھتے ہیں:

> "یہ تذکرہ انھوں نے صرف امتحانی ضرورت کے پیش نظر مرتب کیا لیکن تذکرے کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جس دیدہ ریزی کا اہتمام انھوں نے کیا ہے وہ امتحانی ضرورت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس تذکرے کو دیکھ کر یہ خوشگوار حیرت دامن گیر ہوتی ہے کہ تبسم کے اندر ایک خوش فکر شاعر کے شانہ بشانہ ایک نہایت محنتی محقق بھی سانس لے رہا ہے۔ ان کی اسی ریاضت کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ یہ زیور طباعت سے آراستہ ہو گا۔ اور پھر فاضل مؤلف اسے تاریخ کا جامہ پہنائیں گے۔ اور اس تاریخ کے آئینے میں اندرون سندھ کا ادب آئینہ خوانی کرے گا۔"[۲۷]

## ضلع سانگھڑ میں اردو تحقیق:

میدان تحقیق میں بھی یہاں کے ادیب اچھی کاوشیں پیش کر رہے ہیں۔ چند ایک اچھے تحقیقی مقالے بھی لکھے گئے ہیں۔ پہلا مقالہ "جوہر سعیدی: شخصیت وفن" اس کے مقالہ نگار محمد طاہر ہیں۔ یہ ایم۔اے کا مونو گراف ہے۔ جو ڈاکٹر سعدیہ نسیم کی زیر نگرانی لکھ کر ۱۹۹۸ء میں شعبہ اردو، سندھ یونی ورسٹی جام شورو میں جمع کرایا گیا۔ "سفیر گلشن آبادی (شخصیت اور فن) یہ غلام مصطفی قادری کا ایم۔اے کا مونو گراف ہے جو فہمیدہ شیخ صاحبہ کی نگرانی میں لکھ کر ۲۰۰۰ء میں شعبہ اردو سندھ یونی ورسٹی میں جمع کرایا گیا۔ "در سعیدی: شخصیت وفن" کے موضوع پر ایم۔اے کا مونو گراف جمیل احمد شادانی کا لکھا ہوا ہے جو ڈاکٹر سعدیہ نسیم کی نگرانی میں لکھا گیا تھا۔ "اردو اور راجستھانی بولیاں" یہ اپنی نوعیت کا منفرد مقالہ ہے۔ یہ مقالہ پی ایچ۔ ڈی کی سند کے حصول کے لیے پروفیسر ڈاکٹر عزیز احمد انصاری نے ۱۹۷۹ء میں جامعہ سندھ شعبے اردو میں جمع کرایا۔ "نواب محبت خان محبت: احوال و آثار"، پروفیسر ڈاکٹر فدا حسین انصاری کا یہ مقالہ پی ایچ۔ ڈی کی سند کے لیے لکھا گیا جو جامعہ سندھ شعبہ اردو میں ۱۹۸۹ء میں جمع کرایا گیا۔ "محمد حسن عسکری: کتابیات، تعارف و تبصرہ" سانگھڑ سے تعلق رکھنے والے ادیب، محقق اور پروفیسر ڈاکٹر عزیز ابن الحسن کا یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں برائے حصول سند پی ایچ۔ڈی جمع کرایا گیا، جو بعد ازاں ۲۰۱۹ء میں عکس پبلیکیشن لاہور سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

سندھ کے نام ور محقق ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کا تعلق ضلع سانگھڑ سے ہے۔ علمی وادبی حلقوں میں ان کی شہرت بحیثیت محقق کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب بیک وقت عالم، محقق، مترجم، ادیب، دانشور اور ماہر تعلیم بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ سر زمین سندھ نے جتنے بھی محقق پیدا کیے ہیں ان میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا نام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے بیک وقت اردو، فارسی، انگریزی اور سندھی زبانوں میں کئی تحقیقی مقالے اور کتب تحریر کی ہیں۔ ڈاکٹر بلوچ صاحب کو حکومت پاکستان کی طرف سے کئی اعزازات سے بھی نوازا گیا، جن میں تمغہ امتیاز ۱۹۶۲ء، صدارتی ایوارڈ اعزاز کمال ۱۹۹۱ء، پرائڈ آف پرفارمینس ۱۹۷۹ء اور صدارتی ایوارڈ "ستارہ امتیاز" ۲۰۰۱ء شامل ہیں۔ سندھی، زبان وادب، سندھی شاعری، سندھ کی تاریخ پر ان کی تحقیق آنے والے محققین کے لیے ہمیشہ مشعل راہ رہے گی۔ شعبہ تعلیم سندھ یونیورسٹی اور سندھالوجی کا قیام ان کے دیگر کئی کارناموں میں سے ایک ہے جو ہمیشہ سراہا جاتا رہے گا۔ اردو زبان میں ان کی خدمات کو بطور اختصار یہاں شامل کیا جا رہا ہے۔

۱۔ اردو سندھی لغت: بہ اشتراک ڈاکٹر غلام مصطفی خان، مطبوعہ سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۱۹۶۰ء۔

۲۔ دیوان شوق افزا (اردو): معروف بہ دیوان صابر، تحقیق و مقدمہ، مطبوعہ اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۴ء۔

۳۔ دیوان ماتم (اردو)، تصحیح و ترتیب، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو، ۱۹۹۰ء

۴۔ سندھ میں اردو شاعری: اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب سترہویں صدی سے ۱۹۳۶ء تک سندھ میں اردو شاعری کا احاطہ کرتی ہے۔

۵۔ مولانا آزاد سبحانی۔ تحریک آزادی کا ایک مقتدر رہنما ، مطبوعہ ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب۔ ۱۹۸۹ء

۶۔ اردو زبان کی قدیم تاریخ از عین الحق فرید کوٹی، مقدمہ از ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

۷۔ تاریخ معصومی (اردو ترجمہ)، پر مقدمہ، حواشی و تعلیقات و تصحیح

۸۔ فتح نامہ سندھ (اردو) پر مقدمہ، حواشی، تعلیقات و تصحیح

مذکورہ بالا اردو کتب کے علاوہ "گوشہ بلوچ" تحقیقی رسالہ اردو ڈپارٹمنٹ سندھ یونیورسٹی جام شورو کی طرف سے مرتب ہوا اس میں شامل مواد کے مصنف ڈاکٹر بلوچ صاحب تھے۔

**خاکہ نگاری:** خاکہ نگاری کی صنف میں ایک مکمل کتاب پروفیسر ڈاکٹر عزیز احمد انصاری کی "کیسے کیسے لوگ" کے نام سے ۱۹۹۱ء میں یادگار پبلشر حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ عزیز احمد انصاری کامیاب خاکہ نگار ہیں ان کی خاکہ نگاری پر ڈاکٹر حسرت کاس گنجوی لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"عزیز انصاری ایک صاحب اسلوب ادیب ہیں۔ان کی تحریروں میں دلکشی ہے، جاذبیت ہے، رنگینی ہے، زبان میں رچاؤ ہے ،انداز بیان میں حسن ہے اور مفہوم میں گہرائی ہے۔الفاظ کے چناؤ ، ترتیب کا ایک خاص سلیقہ ہے۔وہ جب واقعات بیان کرتے ہیں تو اس میں ایک تسلسل ہوتا ہے۔"(۲۸)

**ٹنڈو آدم کا نام دیومالی:** یہ خاکہ معروف ادبی شخصیت اور بزرگ شاعر در سعیدی کا لکھا ہوا ہے۔یہ خاکہ ۱۹۶۷ء کی جنگ اخبار میں شائع ہوا۔

**دیوانہ مر گیا آخر:** یہ راؤ محمد علی کا کامیاب خاکہ ہے جو شہداد پور کی مشہور شخصیت مرحوم علی شیر پر لکھا گیا۔یہ ''شہر سوہنی ''نامی مجلے میں ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔

**اے شہر شہداد اے شہر جاناں:** شہداد پور شہر پر لکھا گیا اپنی طرز کا ایک منفرد خاکہ ہے جو کسی شخصیت کے بجائے ایک شہر کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے جس کے خالق ایڈوکیٹ اسماعیل احمدانی ہیں۔یہ خاکہ بھی ''شہر سوہنی'' مجلے میں ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔اس مجلے میں اسماعیل ہمدانی کا ایک اور خاکہ مولانا اسماعیل صادق مرحوم پر لکھا گیا ہے۔ان کے یہ دونوں خاکے فنی نقطہ نظر سے کامیاب خاکے تصور کیے جاتے ہیں۔دیگر اصناف نثر کے مقابلے میں خاکہ نگاری کے میدان میں یہاں کے ادیبوں اور نثر نگاروں نے بہت کم توجہ دی ہے۔

مذکورہ بالا صفحات ضلع سانگھڑ میں اردو ادب کے فروغ کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔ ضلع سانگھڑ کے موجودہ ادیب اور شعراء تاحال علم و ادب کی شمع کو فروزاں کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔ کئی ایک ادبی تنظیمیں اور انجمن ماضی قریب میں ہی میں قائم کی گئی ہیں جو ہر سال ادبی محافل کے انعقاد کا بندوبست کر رہی ہیں۔لہذا امید کی جاتی ہے کہ اس ضلع میں اردو ادب کا مستقبل روشن اور تابناک ہو گا۔

حواشی:

۱۔غلام مصطفی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ(ٹنڈو آدم:حلقہ یاران سخن،۲۰۱۴ء)،ص۴۹۔

۲۔ڈاکٹر نبی بخش بلوچ،سندھ میں اردو شاعری(کراچی: محکمہ ثقافت حکومت سندھ،۲۰۱۲ء)،ص۱۷۳۔

۳۔عبدالستار وفا راشدی،اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ(مقالہ پی ایچ۔ڈی؛سندھ یونیورسٹی،۱۹۸۰ء)،ص۲۴۶۔

۴۔ممتاز علی لغاری،سانگھڑ تاریخ جے آئینے میں(غیر مطبوعہ)(مملوکہ ممتاز علی لغاری،سانگھڑ،۲۰۲۳ء)۔

۵۔فقیر راضی سائیں،درد عشق(لاہور:ادارہ الاویس۲۰۰۱ءء)،ص۲۹۔

۶۔غلام مصطفی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ، محولہ بالا،ص۴۶۔

۷۔ایضاً،ص۲۔

۸۔ایضاً

۹۔ایضاً،ص۲۰۸۔

۱۰۔ایضاً،ص۴۱۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۱۱۔ندیم گلانی،دیوانے کدھر جاتے ہیں(لاہور:سلسلہ پبلیکیشنز،۲۰۰۱ء)،ص ۱۳۔

۱۲۔غلام مصطفٰی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ، محولہ بالا،ص ۲۱۵۔

۱۳۔ڈاکٹر فدا حسین انصاری، شہر سوہنی(شہداد پور:المشرق آرٹ اکیڈمی ۱۹۹۱ء)،ص ۱۰۳۔

۱۴۔غلام مصطفٰی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ، محولہ بالا،ص ۴۱۔

۱۵۔ڈاکٹر عطاء المصطفٰی بخاری،نوائے عطا(کراچی: حرف زاد پبلیکیشنز،۲۰۲۱ء)،فلیپ۔

۱۶۔ڈاکٹر عزیز انصاری،کیسے کیسے لوگ(حیدر آباد: یادگار پبلشرز،۱۹۹۹ء)،ص ۱۷۷۔

۱۷۔غلام مصطفٰی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ، محولہ بالا،ص ۱۰۴۔

۱۸۔اکبر معصوم،بے ساختہ(کراچی: رنگ ادب پبلشرز،۲۰۱۸ء)،فلیپ۔

۱۹۔ڈاکٹر عزیز انصاری،کیسے کیسے لوگ ، محولہ بالا،ص ۱۶۳۔

۲۰۔ جمیل احمد شادانی۔درد سعیدی شخصیت و فن(مقالہ برائے ایم۔اے؛سندھ یونیورسٹی،جام شورو،۱۹۹۷ء )۹۹۔

۲۱۔ایضاً۔

۲۲۔ڈاکٹر فدا حسین انصاری،شہر سوہنی ، محولہ بالا،ص ۱۶۵۔

۲۳۔غلام مصطفٰی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ، محولہ بالا،ص ۸۷۔

۲۴۔یاسمین زاہد،مجھے اظہار کرنا ہے(کراچی: دنیائے ادب،۲۰۱۴ء)،ص ۲۱۔

۲۵۔یاسمین مری،آدرش(سانگھڑ:المہران فائونڈیشن،۲۰۰۷ء)،ص ۷۔

۲۶۔مجاہد قریشی، اسٹوریز فرا م دابارٹ(سانگھڑ: سانگھڑ نیوز،۲۰۰۱ء)،ص ۱۳۔

۲۷۔غلام مصطفٰی تبسم،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ، محولہ بالا،ص ۱۲۔

۲۸۔ڈاکٹر عزیز انصاری،کیسے کیسے لوگ ، محولہ بالا،ص ۱۴۔

**کتابیات**

۱۔انصاری،ڈاکٹر عزیز۔ کیسے کیسے لوگ۔حیدر آباد: یادگار پبلشرز،۱۹۹۹ء۔

۲۔انصاری،ڈاکٹر فدا حسین۔شہر سوہنی - شہداد پور:المشرق آرٹ اکیڈمی ۱۹۹۱ء۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

۳۔بخاری،ڈاکٹرعطاءالمصطفیٰ۔نوائے عطا ۔کراچی: حرف زاد پبلیکیشنز،۲۰۲۱ء۔

۴۔بلوچ،ڈاکٹر نبی بخش،سندھ میں اردو شاعری ۔کراچی: محکمہ ثقافت حکومت سندھ،۲۰۱۲ء۔

۵۔ تبسم،غلام مصطفیٰ،تذکرہ شعرائے اردو:سانگھڑ۔ٹنڈوآدم:حلقہ یاران سخن،۲۰۱۴ء۔

۶۔راشدی،عبدالستاروفا۔اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ ۔مقالہ برائے پی ایچ ۔ڈی،سندھ یونیورسٹی جام شورو،۱۹۸۰ء۔

۷۔سائیں، فقیرراضی۔،درد عشق ۔لاہور:ادارہ الاویس ۲۰۰۱ء۔

۸۔شادانی، جمیل احمد۔درد سعیدی شخصیت و فن ۔مقالہ برائے ایم۔اے؛سندھ یونیورسٹی،جام شورو،۱۹۹۷ء۔

۹۔قریشی،مجاہد۔اسٹوریز فرا م داہارٹ۔سانگھڑ:سانگھڑنیوز،۲۰۰۱ء۔

۱۰۔گلانی،ندیم۔دیوانے کدھر جاتے ہیں۔لاہور: سلسلہ پبلیکیشنز،۲۰۰۱ء۔

۱۱۔لغاری،ممتاز علی۔سانگھڑ تاریخ جے آئینے میں۔(غیر مطبوعہ) مملوکہ ممتاز علی لغاری،سانگھڑ،۲۰۲۳ء۔

۱۲۔مری،یاسمین۔آدرش۔سانگھڑ:المسران فائونڈیشن،۲۰۰۷ء۔

۱۳۔معصوم،اکبر۔بے ساختہ ۔کراچی:رنگ ادب پبلشرز،۲۰۱۸ء۔

۱۴۔یاسمین زاہد،مجھے اظہار کرنا ہے ۔کراچی: دنیائے ادب،۲۰۱۴ء۔